

## آخری غلطی

اپل (Apple) دنیا کی ان کامیاب ترین کمپنیوں میں سے ہے جسکے اثاثے اور سٹاک آپکچینج پر مالیت، ایک ٹریلین ڈالر ہے۔ ہمارے جیسے اور کئی ترقی پذیر ممالک کی پوری جی ڈی پی کے برابر۔ اسکا مالک سٹیو جوبز اور سٹیو وازنی، دنیا کے متمول ترین لوگوں میں شمار ہوتے رہے ہیں۔ حد درجہ کم لوگوں کو علم ہے کہ اپیل کمپنی میں ایک تیسرا پارٹنر بھی تھا، رونلڈ واٹسن۔ 1976 میں سٹیو جوبز نے اسے کمپنی کے دس فیصد حصص دے ڈالے تھے۔ اسلیے کہ رونلڈ قانونی کاغذات اور فائلوں پر کام کرنے کی حد درجہ صلاحیت رکھتا تھا۔ مگر کمپنی میں دو ہفتے گزارنے کے بعد رونلڈ کو فکر لاحق ہو گئی کہ کمپیوٹر کا یہ کاروبار نہیں چل سکتا اور اگر وہ یہاں کام کرتا رہا، تو نہ صرف وقت ضائع ہوگا، بلکہ اسکے معمولی سے ذاتی اثاثے بھی نیلام ہو جائینگے۔ نتیجہ یہ کہ رونلڈ نے کمپنی میں اپنے دس فیصد حصص کو صرف اور صرف 800 ڈالر میں فروخت کر دیا اور اپیل سے لائق ہو گیا۔ آج اسکے دس فیصد حصص کی قیمت 95 بلین ڈالر کے برابر ہے۔ یعنی رونلڈ کے بے وقت اور غیر دانشمندانہ فیصلے نے اسے دنیا کا امیر ترین آدمی نہ بننے دیا۔ یہ انسانی غلطی کی صرف ایک مثال ہے۔ ہر انسان اپنی ذاتی اور پروفیشنل زندگی میں کہیں نہ کہیں ایسی بھیانک حرکت کرتا ہے جو اس پر ترقی کے تمام دروازے بند کر دیتی ہے اور وہ محض وقت کی دھول میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔

ریاست کی سطح پر بھی انسانوں جیسی فاش غلطیاں ہوتی ہیں۔ چنگیز خان کو شدید احساس تھا کہ جب تک وہ امیر ملکوں سے تجارتی تعلقات اُستوار نہیں کرتا، چین کے خلاف جنگ لڑنے کے وسائل پیدا نہیں کر سکتا۔ چنگیز خان کو بھرپور ادراک تھا کہ اسکی سلطنت کی اقتصادی صورتحال جب تک بہتر نہیں ہوتی، وہ کسی بھی بڑی جنگی مہم جوئی کا حصہ نہیں بن سکتا۔ حد درجہ غور و فکر اور وزیروں سے مشورہ کرنے کے بعد، بادشاہ، خوارزم شاہ کو امن کا پیغام بھیجنے کیلئے لائق ترین سفیروں کا ایک وفد ترتیب دیا۔ انہیں قیمتی ترین تحفے مہیا کیے۔ تاکہ مسلمان بادشاہ کو دیے جاسکیں۔ مقصد صرف ایک تھا کہ دونوں ریاستوں کے درمیان بہترین معاشی تعلقات اُستوار کیے جائیں۔ مگر خوارزم شاہ اس معاملے پر فاش غلطی کر گیا۔ اسکے حکم پر انزار کے گورنر نے، صلح پر آمادہ پورے قافلے کو قتل کر ڈالا اور انکا مال و متاع اور تحائف ضبط کر لیے۔ یہ وہ المناک غلطی تھی جس نے چنگیز خان کو مجبور کیا کہ وہ دولاکھ فوج لیکر اس مسلمان سلطنت پر حملے کر دے۔ صرف چند مہینوں میں، چنگیز خان نے خوارزم شاہ کی پوری ریاست کو نیست و نابود کر ڈالا۔ شمر قند اور بخارا جیسے عظیم شہر خون میں نہا گئے۔ اسی جنگ سے منگولوں کو مسلمانوں کی عسکری کمزوری کا اندازہ ہو گیا۔ ایک غلطی سے مسلمان سلطنت کو مکمل طریقے سے فنا کر ڈالا گیا۔ بغداد جیسا متمول ترین شہر بھی منگولوں کی تباہ کاری سے نہیں بچ سکا۔ ایک ایسا شہر جو دنیا میں علم، تحقیق، رواداری اور دولت کا گڑھ تھا، صرف چند دنوں میں مٹی میں مل گیا۔ بغداد کی ساری لائبریریاں جلا دی گئیں اور تمام دولت لوٹ لی گئی۔ مسلمانوں کا عباسی خلیفہ ال مہستہم قتل کر دیا گیا۔ بغداد، ہلاکو خان کی فوج کے قدموں تلے خون میں نہا گیا۔ صرف ایک سیاسی غلطی نے دو مسلمان سلطنتوں پر موت طاری کر دی۔ یہ المیہ، آج تک پھانس کی طرح ہر سنجیدہ مسلمان عالم کے دل اور روح میں پیوست ہے۔ اگر خوارزم شاہ، منگول سفارتی قافلے کو قتل نہ کرواتا تو شاید دو مسلمان سلطنتیں اس بربادی سے بچ

جاتیں۔ مگر ایسے ہونہ پایا۔

عرض کرنے کا مقصد سادہ سا ہے۔ انسان اپنی عملی زندگی میں صرف ایک بار ایسی بھول کرتا ہے جس سے اسکی زندگی میں منفی تبدیلی آجاتی ہے۔ غلطی کر رہا ہوتا ہے، تو اسے ہرگز احساس نہیں ہوتا کہ یہ ناکامی کی سیڑھی پر اسکا پہلا قدم ہے۔ بالکل اسی طرح، حکومتیں اور ریاستیں بھی غلطیاں کرتی ہیں۔ کچھ کو دو چار غلطیاں کرنے کی قدرتی اجازت مل جاتی ہے۔ مگر چند اتنی خوش نصیب نہیں ہوتی۔ انکی صرف ایک غلطی، قوموں کو مکمل بربادی کے گڑھے میں دفن کر دیتی ہے۔ پہلے میں، آپکی توجہ ماضی قریب کی چند فاش غلطیوں کی طرف مبذول کرواؤنگا۔ پھر اپنے ملک کے حالات کی طرف ایک طالب علم کی رائے پیش کرونگا۔ جرمنی کی نازی پارٹی 1933 میں کامیاب قرار دی گئی۔ ہٹلر ملک کا چانسلر بن گیا۔ تمام اختیارات کا منبع۔ اسکی تمام تقاریر، امن دوستی، بھائی چارے، جرمنی کی اقتصادی ترقی اور عام آدمی کی زندگی بہتر بنانے کے متعلق تھیں۔ مگر پھر جیسے ہی یورپ میں ہمسائے ممالک پر حملہ کرنے کی غلطی کی، اسکی بربادی کی ابتداء ہوگئی۔ شروع شروع کی فتوحات نے ہٹلر کو اس خطبہ میں مبتلا کر ڈالا کہ وہ ایک کامیاب ترین حکومت چلا رہا ہے۔ اب اسے دنیا پر حکومت کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس ایک غلطی کی سزا، جرمنی کو بعد میں پانچ دہائیوں تک ملتی رہی۔ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کو بدترین شکست ہوئی۔ اسکی مہم جوئی کی غلطی سے ساڑھے سات کروڑ لوگ مارے گئے۔ جس میں دو کروڑ فوجی بھی شامل تھے۔ دوبارہ گزارش کرونگا۔ ریاست اور حکومت کے ارباب اختیار کی بھول چوک کبھی معاف نہیں ہوتی۔ اسکا انجام اس حد تک خوفناک ہوتا ہے کہ انسان لزر کر رہ جاتا ہے۔ اسی تناظر میں پاکستان کی سیاسی، حکومتی تاریخ، اور حال پر نظر ڈالیں، تو ایسا لگتا ہے کہ ہم مسلسل بھیا نک غلطیاں کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ان سے کسی صورت میں سیکھنے کیلئے تیار نہیں۔ ہمیں جو مہلت قدرت کی طرف سے ودیعت ہوئی ہے۔ بد قسمتی سے وہ مجھے کم ختم یا سکر تھی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔

بہت زیادہ دور کی گزارش نہیں کر رہا۔ 1970 کے الیکشن کے نتائج کو پرکھیے۔ یہ ہماری تاریخ کا پہلا جنرل الیکشن تھا۔ 7 دسمبر کو ہونے والے، اس چناؤ کا نتیجہ بہت کم لوگوں کو یاد ہوگا۔ عوامی لیگ کو 160 نشستوں پر کامیابی ہوئی۔ پیپلز پارٹی کو اس سے نصف، یعنی صرف 80 سیٹیں ملیں۔ تین سو کے ہاؤس میں عوامی لیگ ایک موثر ترین قوت بن کر سامنے آئی۔ مگر معاف کیجئے، ریاستی اداروں اور مغربی پاکستان کے جیتے ہوئے محمور سیاستدانوں نے، بنگال کی اکثریت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ منتقلی اقتدار جو کہ عوامی لیگ کا قانونی حق تھا، اسکے تحت عوامی لیگ کے ساتھ دغا کی گئی۔ نتیجہ یہ کہ خون ریزی کے بعد ملک ہی قائم نہ رہ سکا۔ آج وہ بنگالی، جنہیں تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا تھا، ہم سے ہر میدان میں آگے ہیں۔ یہ ایک ایسی بھیا نک غلطی تھی جس نے ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دیا۔ اسکی سزا، ہمیں آج تک مل رہی ہے۔ عرض کروں، کہ 1973 کے الیکشن میں پیپلز پارٹی میرٹ پر الیکشن جیت رہی تھی۔ مگر اسکے چند اکابرین نے چناؤ سے پہلے، تمام متحارب امیدواروں کو زبردستی دست بردار کر کے ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا جس سے فوت شدہ اپوزیشن میں جان پڑ گئی۔ پی این اے کا ایک غیر فطری اتحاد بن گیا۔ جس میں مذہبی جماعتوں کی طاقت سرچڑھ کر بول رہی تھی۔ بھٹو نے مذہبی حلقوں کو خوش کرنے کیلئے ہر وہ قدم اٹھایا جو اٹھایا جاسکتا تھا۔ مگر الیکشن کے نتائج کو متنازع بنا دیا گیا۔ بھٹو کی صرف سیاسی غلطی نے پاکستان کو ایک لبرل

راستے سے بھٹکا کر ضیاء الحق کے دقیانوسی پنچے میں دے ڈالا۔ ہاں، اسلام کا جو ٹیکا لگایا گیا۔ اسکے ثمرات آج تک بھگت رہے ہیں۔ دہشت گردی، شدت پسندی، منافقت ہمارا قومی شعار بنا دیا گیا۔ ضیاء الحق کی غلطیوں سے ہم ایک ایسی جنگ میں شامل ہو گئے جس کا غمناک آج تک قتل عام سے بھگت رہے ہیں۔ ضیاء نے ہماری ایسی سوشل انجینئرنگ کر ڈالی ہے جس سے باہر نکلنا، کم از کم اب ریاست کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ اتنی ہی مہیب لغزش تھی جتنی عوامی لیگ کو اقتدار نہ دینے کی تھی۔ اس غیر فطری سوشل انجینئرنگ نے پاکستان کو اصل قیادت سے محروم کر ڈالا۔ ایک جعل ساز اور جعلی سیاسی قیادت سامنے لائی گئی۔ جو ملکی وسائل پر قابض ہو گئی اور اسکے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔ سیاست میں اتنا گند ڈال دیا گیا کہ پیسہ کمانا ہی اصل ہنر ٹھہرا۔ جنرل پرویز مشرف وہ واحد شخص تھا، جسکے پاس معاشرتی اور معاشی ”ریورس انجینئرنگ“ کی طاقت تھی۔ جنرل مشرف کے پہلے تین سال، ہر اعتبار سے ملک کیلئے حد درجہ مستحکم تھے۔ مگر وہ حد درجہ کوتاہ اندیشی کا شکار ہو گیا۔ ایک لازوال موقعہ جس سے ملک کو جدید پیڑی پر دوبارہ چڑھایا جاسکتا تھا۔ انتہائی ادنیٰ طریقے سے ضائع کر دیا گیا۔ تنازعہ احتساب نے دوبارہ مردہ سیاسی گھوڑوں میں جان ڈال دی۔ مشرف اپنی ہی غلطیوں کی بدولت تاریخ کے گننام ورقے میں غائب ہو گیا۔ پھر حکومت کرنے کا قرعہ فال انہی سیاسی قوتوں کے حق میں نکل آیا، جنہوں نے ملک کو اقتصادی طور پر کنگال کیا تھا۔ ڈاکو، لٹیرے اور بحری قزاق معتبر قرار دیے گئے۔ شرفاء کی سرعام پگڑیاں اچھالی گئیں اور ملک بالکل اسی طرح برباد ہوا، جیسے ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ یہ منفی صورتحال آج تک برقرار ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا، کہ تحریک انصاف، جس انقلابی نعرے پر حکومت میں آئی تھی اسی پر قائم رہتی۔ اعلانات کے مطابق، وزیراعظم کے حلف لینے کے وقت، گورنر ہاؤسز پر بلڈوزر چل رہے ہوتے۔ غریب کی مشکلات کو اصلاحات کے ذریعے کم کیا جاتا۔ قوم کے زخموں پر جو زخم لگے ہیں ان پر مرہم لگایا جاتا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہو پایا۔ ملک دوبارہ ہر طرح سے ڈول رہا ہے۔ ناعاقبت اندیش مشیران، عمران خان کے انقلابی فلسفے کو تابوت میں دفن کر رہے ہیں۔ ایک نئی سیاسی اور ریاستی جنگ کا نقارہ بج رہا ہے۔ اسکا انجام کیا ہوگا، کسی کو معلوم نہیں۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ شاید یہ ہماری آخری غلطی ہوگی۔ بین الاقوامی تناظر میں دیکھا جائے تو مہلت ختم ہو چکی ہے؟

راؤ منظر حیات